علیؑ کے لئے

پروفیسر انیس اشفاق
صدر شعبۂ اردو لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ

کروں گا روز قصیدے رقم علیؑ کے لئے
قلم یہ مجھ کو ہوا ہے بہم علیؑ کے لئے

عجب یہ رشتۂ جاں ہے کہ ٹوٹتا ہی نہیں
علیؑ ہمارے لئے اور ہم علیؑ کے لئے

ملے گا اذن جو مجھ کو وغا میں نصرت کا
علم کروں گا میں اپنا علم علیؑ کے لئے

چلی ہیں گرم ہوائیں اڑی ہے گرد بہت
رکے نہ ہم سے غزالوں کے رم علیؑ کے لئے

بدن لہو میں نہائیں، قلم ہوں سر لیکن
محبتیں نہ کبھی ہوں گی کم علیؑ کے لئے

چمک رہے ہیں وہی آفتاب کی صورت
جو سر ہوئے ہیں عقیدت میں خم علیؑ کے لئے

ملی ہے ان کو فقیری میں بھی شہنشاہی
ہیں ٹھوکروں پہ یہ جاہ و حشم علیؑ کے لئے

یہاں بھی ان کی مدد ہے وہاں بھی ان کی مدد
ہیں ایک میرے وجود و عدم علیؑ کے لئے

قطعات

کسی چمن میں بھی پہنچے گلاب بن کے رہے
رہے جہاں بھی جلالت مآب بن کے رہے
بلندیاں کہیں جھکتی ہیں خاکساری سے
زمیں پر بھی علیؑ بوتراب بن کے رہے

سلیقہ بار گہِ حق میں التجا کا نہیں
گناہگار ہیں ہم حوصلہ دعا کا نہیں
پکارتے ہیں علیؑ کو جو اپنی مشکل میں
شریک اپنا بناتے ہیں ہم خدا کا نہیں

ڈاکٹر پیام اعظمی

شہر علم کے دروازے پر

افتخار عارف
اسلام آباد، پاکستان

کبھی کبھی دل یہ سوچتا ہے
نہ جانے ہم بے یقین لوگوں کو نام حیدرؑ سے ربط کیوں ہے؟
حکیم جانے وہ کیسی حکمت سے آشنا تھا
شجیع جانے کہ بدر و خیبر کی فتح مندی کا راز کیا تھا
علیم جانے وہ علم کے کون سے سفینوں کا ناخدا تھا
مجھے تو بس صرف یہ خبر ہے
وہ میرے مولا کی خوشبوؤں میں رچا بسا تھا
وہ ان کے دامان عاطفت میں پلا بڑھا تھا
اور اس کے دن رات میرے آقا کے
چشم و ابرو و جنبش لب کے منتظر تھے
وہ رات کو دشمنوں کے نرغے میں سو رہا تھا تو ان کی خاطر
جدال میں سر سے پاؤں تک سرخ ہو رہا تھا تو ان کی خاطر
سو اس کو محبوب جانتا ہوں
سو اس کو مقصود مانتا ہوں
سعادتیں اس کے نام سے ہیں
محبتیں اس کے نام سے ہیں
محبتوں کے سبھی گھرانوں کی نسبتیں اس کے نام سے ہیں

مکین کعبہ

کرشن بہاری نورؔ، لکھنؤ

نورؔ ہٹتی نہیں کعبہ سے نظر آج کی رات
میہماں کون ہے اللہ کے گھر آج کی رات

سنتے ہیں ہوگئی دیوار بھی در آج کی رات
اہل کعبہ کو ملی اپنی خبر آج کی رات

دیکھیں کیا کھلتا ہے مفہوم عبادت اے دل
دیکھیں سجدے کیسے کرتی ہے نظر آج کی رات

دیکھیں کس رند کو ملتا ہے چھلکتا ساغر
کس طرف اٹھتی ہے ساقی کی نظر آج کی رات

اللہ اللہ وہ جلووں کی فراوانی ہے
وقت سے پہلے نہ ہوجائے سحر آج کی رات

کون آغوش حقیقت میں ہے محو آرام
لوریاں دیتے ہیں جبریل کے پر آج کی رات

اک طرف کعبہ ہے اک سمت مکین کعبہ
دیکھئے ٹھہرے کہاں کس کی نظر آج کی رات

شمع ایماں کی ضیاؤں کا تقاضا ہے یہی
نورؔ سجدوں ہی میں کرتا ہے بسر آج کی رات

درِ نجف

وقار ناصر
شیش محل، لکھنؤ

اگر نشان ثریا سلف نہیں ہوتے — تو پھر یہ پھول کبھی زر بکف نہیں ہوتے
نجوم اگتے نہ راتوں میں کہکشاں بن کر — یہ روشنی کے دیئے صف بہ صف نہیں ہوتے
کرم ہے ان کا جو ہوتی ہیں بارشیں ورنہ — یہ آبشار یہ دریا یہ طلف نہیں ہوتے
جو بوتراب نہ ہوتا تو اس زمانے میں — مثال حضرت آدم خزف نہیں ہوتے
یہ صرف پاؤ گے مولا علیؑ کی چوکھٹ پہ — ہر ایک شہر میں درِ نجف نہیں ہوتے
خدا کے گھر کے علاوہ ہزار گھر ہوں مگر — علی کے واسطے بیت الشرف نہیں ہوتے
علیؑ کی تیغ نے فی النار کر دیا ورنہ — خدائے کفر کبھی برطرف نہیں ہوتے
سروں کو کاٹتی رہتی ہے ذو الفقار مگر — ہیں جن کی نسل میں مومن ہدف نہیں ہوتے

علی علی کی صدائیں بتا رہی ہیں وقارؔ
جہاں علی ہوں قصیدے تلف نہیں ہوتے

تاج ولایت

نیر سرسوی مسری، مرادآباد

کیسے ممکن بھلا ہمسر اس کا — جب کہ بے مثل ہے قنبر اس کا
وہ کہ مضبوط ارادے والا — حوصلے اس کے ہیں لشکر اس کا
فاقہ کش ہوتے ہوئے بھی رازق — کبھی تھمتا نہیں لنگر اس کا
عظمت نہج بلاغت کی قسم — کلمہ پڑھتے ہیں پیمبر اس کا
مرتبہ صرف سمجھ سکتے ہیں — وہ پیمبر کا، پیمبر اس کا
معجزے علم قلم اور تلوار — ایک سے ایک ہے زیور اس کا
سر پہ ہے تاج ولایت اس کے — تخت ہے دوش پیمبر اس کا
اس نے گہوارے میں اژدر چیرا — نام ماں نے رکھا حیدر اس کا

اس کا انداز جدا لگتا ہے
ایک ہی بندہ خدا لگتا ہے

مشکل کشا

ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ، دہلی

عقیدت ضوفشاں ہے مہر الفت کی ضیا بن کر
فروزاں ہے یہی کونین میں نور بقا بن کر

سلام اس نور کو جو پیکر سولی میں اترا تھا
خدا کے گھر میں جو چمکا تھا مہر پر ضیا بن کر

سلام اس پر جو دروازہ تھا شہر علم و دانش کا
سلام اس پر جو آیا دو جہاں کا رہنما بن کر

سلام اس پر جو سب کی مشکلیں آسان کرتا ہے
کبھی حاجت روا بن کر کبھی مشکل کشا بن کر

سلام اے ساقی کوثر سلام اے فاتح خیبر
تکبر کفر کا توڑا تھا شاہ لافتی بن کر

لگا کر دل سے میں کیوں نہ رکھوں حب مولا کو
یہی تو ساتھ دے گا توشہ راہ بقا بن کر

میں ایسے در سے کیا مانگوں جہاں بن مانگے ملتا ہو
عقیدت کیوں سبک ہو لب پہ حرف مدعا بن کر

علی کے نام کے صدقے ہماری بات رہ جائے
دعا یہ مانگتا ہوں در پہ حیدر کے گدا بن کر

رہے قائم وراثت مدح مولا کی میرے گھر میں
چلے یہ پیڑھیوں تک سلسلہ در سلسلہ بن کر

دونوں جہاں پہ اب بھی حکومت علیؑ کی ہے

ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ

نازاں ہوں میرے دل میں عقیدت علیؑ کی ہے
در اصل مجھ پہ یہ بھی عنایت علیؑ کی ہے
خدمت گری علیؑ کی وراثت میں ہے ملی
اور یوں بھی میرے دل میں محبت علیؑ کی ہے
خامہ کا فخر یہ ہے کہ لکھا علیؑ کا نام
معراج نطق، لب پہ جو مدحت علیؑ کی ہے
ہر بزم میں سنایا ہے پیغام مرتضیٰ
منقوش میرے دل پہ فضیلت علیؑ کی ہے
تیرہ رجب ہے کیوں نہ مچے دھوم ہر طرف
گھر میں خدا کے آج ولادت علیؑ کی ہے
کھولی ہے آنکھ جب نظر آیا رخ رسول
طفلی میں بھی غضب کی بصیرت علیؑ کی ہے
اللہ جس کے لہجے میں کرتا ہو خود کلام
کتنی بلند پایہ خطابت علیؑ کی ہے
تاریخ ہے گواہ نہ چھوڑا علیؑ نے ساتھ
کیوں کر نہ معتبر ہو رفاقت علیؑ کی ہے
چاہے خم غدیر کہ ہجرت کی رات ہو
ثابت یہ ہوگی کہ خلافت علیؑ کی ہے
ہے نام بوتراب در خلد پہ لکھا
دونوں جہاں میں یعنی فضیلت علیؑ کی ہے

نہج البلاغہ پڑھیے تو ہوگا یہ انکشاف
معیار ساز عدل سیاست علیؑ کی ہے
شاہی میں ہے فقیری، فقیری میں ہے شہی
فکر و عمل کا درس نصیحت علیؑ کی ہے
ہم جن کو مانتے ہیں وہ تھے باب شہر علم
ہم میں نہ شوق علم، نہ الفت علیؑ کی ہے
ایک دور تھا کہ آپ کا شہرہ تھا چار سو
کہتے تھے لوگ دیکھو یہ ملت علیؑ کی ہے
بچوں کی نگہداشت پر اپنی نظر نہیں
کیوں ہم یہ بھولتے ہیں یہ دولت علیؑ کی ہے
تعلیم میں ہو دین بھی عصری علوم بھی
سیکھیں سبھی علوم نصیحت علیؑ کی ہے
حضرت علیؑ کی راہ سے ہم دور ہوگئے
دراصل آج ہم کو ضرورت علیؑ کی ہے
ہروقت جاگزیں رہے دل میں یہی خیال
خدمت جو ہے سماج کی خدمت علیؑ کی ہے
مولائے کائنات سے یہ مانگتاہوں میں
بڑھتی رہے جو دل میں محبت علیؑ کی ہے